''اردو میں ماہیا نگاری'' کے موضوع پر ڈاکٹر صبیحہ خورشید کا پی ایچ ڈی کا مقالہ

نگران ڈاکٹر ارشد جمال ۔۔۔سال ۲۰۰۹ء

RTM ناگپور یونیورسٹی۔ناگپور

ڈاکٹر صبیحہ خورشید

پی ایچ ڈی کے مقالہ کا ایک ذیلی باب

ماہیے کی تحریک اور۔۔۔جناب حیدر قریشی

اردو ماہیے کے بانی ہمت رائے شرما اردو میں پنجابی ماہیے لوک لے کی بناء پر اردو ماہیے کا تجربہ ۱۹۳۶ء میں کر چکے تھے۔اسی دوران چراغ حسن حسرت نے بھی فلم ''باغبان'' کے ثلاثی قسم کے گیت کا تجربہ کیا جو غلط فہمی کے باعث ماہیا کہلایا۔اسی طرح دوسری غلطی یہ ہوئی کہ پنجابی ماہیے کی تحریری ہئیت دیکھ کر شعرائے کرام نے یہ اندازہ لگایا کہ ماہیا تین مساوی الاوزان مصرعوں کا ہی ہوتا ہوگا اور چراغ حسن حسرت کے تین مساوی الوزن مصرعوں کی تقلید کرتے ہوئے اور پنجابی ماہیے کی ہئیت سے غلط تاثر لے کر اردو میں ماہیے کا تجربہ آگے بڑھنے لگا۔ نئے نئے اوزان اور من چاہی بحروں میں مشق آزمائی ہونے لگی اور یہ سست اور نادرست روش یونہی آگے بڑھ رہی تھی تب اچانک سب سے پہلے اگست ۱۹۹۰ء میں ممتاز عارف نے ''اوراق'' لاہور میں اس طرف توجہ دلائی کہ تین ہم وزن مصرعوں پر مشتمل اردو ماہیے پنجابی ماہیے کی روایت پر پورا نہیں اتر رہے ہیں۔

ممتاز عارف کے موقف کے سامنے آتے ہی حیدر قریشی اس پر غور وخوض کرنے لگے اسی اثناء میں ان سے چند درست وزن کے کے ماہیے بھی تخلیق ہو گئے اور ان کے ماہیے نومبر ۱۹۹۰ء کے ''ادب لطیف'' لاہور میں شائع ہوئے۔ساتھ ہی دسمبر ۱۹۹۰ کے ''اوراق'' میں انکا ایک خط شائع ہوا۔جس میں انھوں نے ممتاز عارف کے موقف کی تائید کی۔ ان کا موقف تھا کہ:

> ''ممتاز عارف نے اپنے خط میں ماہیے کے وزن کا مسئلہ اٹھایا ہے جو خاصا وزن رکھتا ہے۔میرا
> خیال ہے کہ ہمارے ماہیا نگاروں کو باہم طے کر لینا چاہئے کہ انہیں اردو ماہیے کو اصل پنجابی ماہیے
> کی طرح رکھنا ہے۔یا اس کا بھی حشر ہائیکو جیسا کرانا ہے۔'' ۱

حیدر قریشی نے نہ صرف ممتاز عارف کے موقف کی تائید کی بلکہ مختلف حوالوں اور دلیلوں سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ اردو ماہیے کا وزن تین مساوی الوزن کا نہیں ہے بلکہ دوسرا مصرع میں ایک سبب یعنی دو حرف کم ہوتے ہیں۔

جن لوگوں نے ماہیے کے اس وزن کی مخالفت کی جناب حیدر قریشی نے ان کی مخالفت کا مدلل جواب پنجابی ماہیا کے ماہرین اور ممتاز اسکالرز کی آرا کے ثبوتوں کے ساتھ دیا۔

یہاں ہم ماہیے کے حوالے سے ماہیا کی عالمی تحریک کے بانی جناب حیدر قریشی کے چند اہم اور بنیادی کارناموں کو احاطۂ تحریر میں لانے کی کوشش کریں گے۔

حیدر قریشی سب سے پہلے ماہیا کی عوامی دھن کو معیار مان کر اس کے درست وزن کو دریافت کرنے لگے اور کامیاب رہے۔اس کے بعد انھوں نے درست وزن کی ماہیا

نگاری کی تحریک چلائی۔

انھوں نے اپنے موقف کو اس تجربے سے ثابت کیا:

''تینوں اوزان یہاں لکھ رہا ہوں تینوں کو باری باری ماہیے کی کسی معروف دھن پر آزما کر چیک کریں

فعلن فعلن فعلن
فعلن فعلن فع (ڈھائی بار فعلن)
فعلن فعلن فعلن

فعلن فعلن فعلن
فعلن فعلن فعلن (تین بار فعلن)
فعلن فعلن فعلن

فعلن فعلن فعلن
فعلن فعلن فعلن فع (ساڑھے تین بار فعلن)
فعلن فعلن فعلن

سوائے پہلے وزن کے کسی بھی وزن کو آپ ماہیے کی دھن میں نہیں گنگنا سکیں گے۔اس تجربے کا ذکر میں شروع میں بھی کر آیا ہوں۔اور اسی آسان تجربے سے ماہیے کے وزن کو اس کی دھن سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔''۲

جن لوگوں نے پنجابی ماہیے کی تحریری ہئیت سے غلط تاثر لیا اور اس کو اردو عروض کے گھیرے میں سمجھنے کی کوشش کی ان کے متعلق حیدر قریشی رقم طراز ہیں:

''اردو زبان میں زحافات کا تعین ہے۔جن حروف کو گرانے کی اجازت ہے۔ان کی وضاحت موجود ہے۔لیکن پنجابی زبان میں ایسا کوئی ضابطہ یا اصول نہیں ہے۔ضرورت شعری کے مطابق اس کے حروف کو کھینچ کر لمبا بھی کر لیا جاتا ہے اور گرا کر مختصر بھی کر لیا جاتا ہے۔اس عمل کے دوران ملفوظی اور غیر ملفوظی حروف کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔پنجابی زبان میں اس رعایت کا فائدہ ماہیے میں بھی اٹھایا گیا۔جن صاحبان نے پنجابی ماہیے کو تحریری صورت میں دیکھا اور پھر اسے اردو قواعد کے مطابق سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کی وہ اپنی تمام تر نیک نیتی اور اخلاص کے باوجود مغالطے کا شکار ہو گئے۔''۳

اس کے علاوہ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے۔حیدر قریشی اپنی کتاب ''اردو ماہیے کی تحریک'' میں فرماتے ہیں:

''ان مثالوں اور سابقہ مضامین کے حوالوں کے بعد ماہیے کے وزن کے سلسلے میں یہ صورت حال سامنے آتی ہے کہ اگر پنجابی ماہیے کے حروف کو اردو عروض کے ضابطوں سے پرکھنے کی کوشش کریں تو دوسرے مصرعوں میں اس قسم کے متضاد وزن ملیں گے۔

۱:۔ دوسرا مصرعہ پہلے اور تیسرے مصرعوں کے وزن سے دو حروف کم ہوگا۔

۲:۔ چار حروف کم ہوگا۔

۳:۔ مساوی الوزن ہوگا۔

۴:۔ دو حروف سے زیادہ ہوگا۔

۵:۔ چار حروف زیادہ ہوگا۔

یہ صرف دوسرے مصرعے کی صورت حال ہے۔ ریاض احمد نے نشاندہی کی تھی کہ ماہیے کے پہلے اور تیسرے مصرعوں کا وزن بھی اسی طرح کم وبیش ہوتا رہتا ہے سو بظاہر ایسی الجھی ہوئی صورت حال میں محض یہ کہہ دینا مناسب نہیں ہے کہ پنجابی ماہیے میں چونکہ دوسرے مصرعے میں ایک ''سبب'' کم وزن والے ماہیے بھی ملتے ہیں اور مساوی الوزن بھی۔ لہٰذا اردو میں دونوں طرح کے ماہیے جائز ہیں۔۔ کیونکہ پنجابی حروف کو اردو عروض کے گھیرے میں لینا مناسب نہیں ورنہ پھر مذکورہ بالا پانچوں قسم کے ماہیے جائز قرار دینا پڑیں گے اور یہ ماہیے کے ساتھ سنگین مذاق ہوگا۔ ماہیے کے وزن کے سلسلے میں جتنا الجھاؤ ہے وہ اس وقت ایک دم ختم ہوجاتا ہے جب ہم ماہیے کو اس کی لے سے سمجھتے ہیں۔ پنجابی ماہیے کی لے کو آسانی سے اردو عروض کے گھیرے میں لیا جاسکتا ہے اور اس لے کی رو سے ماہیے کا پہلا اور تیسرا مصرعہ تو مساوی لوزن ہوتے ہیں جبکہ دوسرے مصرعہ کا وزن ایک سبب کم ہوتا ہے۔'' ۴

حیدر قریشی نے جب اردو ماہیے کا وزن فعلن فعلن فعلن فعلن/فعلن فعلن فع/ فعلن فعلن فعلن ثابت کردیا اور درست وزن کی تحریک چلائی تو ان کی اس تحریک میں سعید شباب، اجمل جنڈیالوی، نوید رضا، رانا غلام شبیر، تنویر نوازش، نذیر فتح پوری، رشید اعجاز، امین خیال۔ غزالہ طلعت۔ نذر عباس، ارشد نعیم وغیرہ بحث آگے بڑھانے کے طور پر یا ماہیے تخلیق کرنے کی صورت میں شامل ہوگئے اور درست وزن کے ماہیے کہنے لگے۔ اس طرح اردو ماہیے کا، کارواں ترقی کی جانب بڑھنے لگا۔

جب حیدر قریشی نے وزن کے مسئلے کو حل کردیا اور عالمی سطح پر ان کی پزیرائی ہونے لگی تو گھات میں بیٹھے مخالفین اور معترضین نے اسکی ہئیت اور مزاج کا بکھیڑا کھڑا کردیا لیکن انھوں نے اس مسئلے کو بھی اپنے خطوط اور مضامین میں اپنے موقف کے ذریعے حل کردیا۔

ماہیے کے مزاج کے بارے میں حیدر قریشی فرماتے ہیں:

''جہاں تک ماہیا کے مزاج کے مسئلے کا تعلق ہے۔ اس کے بارے میں وزن کی طرح حتمی اور دوٹوک بات کرنا ممکن نہیں ہے۔ وزن کو ماہیے کا جسم سمجھ لیں تو مزاج اسکی روح ہے۔ جسم کی حد معین ہوتی ہے۔ جبکہ روح کا مختلف حوالوں سے صرف احساس کیا جاسکتا ہے۔

ماہیے کے مزاج کا زیادہ تر انحصار قاری یا سامع کے ذوق اور مزاج پر ہے۔ ویسے ماہیا نگار کا ذاتی ذوق اور مزاج بھی اس کے ماہیوں میں فطری طور پر آئے گا۔ کوئی نظم نگار شاعر ماہیے کہے گا تو ان میں نظم کے اثرات آئیں گے، کوئی غزل گو شاعر ماہیے کہے گا تو ان میں غزل کے اثرات کچھ نہ کچھ تو ضرور آئیں گے۔ اسی طرح اردو گیت نگار اگر ماہیے کہیں گے تو گیت کی ہندی روایت بھی اپنا اثر دکھائی گی۔ نظم، غزل اور گیت کے اثرات اردو ماہیے کے تشخص کو ختم نہیں کریں گے بلکہ اسے تازہ خون فراہم کریں گے۔ ان اثرات سے ماہیے کا مزاج مزید بہتر ہوگا۔

ماہیے کے مزاج کے نام پر اس کے موضوعات کو محدود کرکے اسے تکرار کا شکار بنانے سے بہتر ہے کہ اس کے موضوعات میں وسعت پیدا کی جائے۔ موضوعات میں وسعت کے باعث اگر بعض

نئے تجربے کچے رہ جائیں یا نامانوس سے لگیں تو انھیں اس لیے برداشت کر لینا چاہیے کہ آگے چل کر ان ادھورے یا کچے تجربات سے نئے اور کامیاب تجربات کی راہیں ضرور نکلیں گی۔ اپنے تمام محبت کرنے والے اور خوب صورت ماہیا نگاروں کے ساتھ اردو ماہیے کو ایک لمبا سفر کرنا ہے اور ابھی سفر کی ابتداء ہے۔''۵

اسکے علاوہ ماہیے کی تحریری ہئیت کے بارے میں مخالفین جو اس بات پر بضد تھے کہ ماہیا ڈیڑھ مصرعی ہئیت میں لکھا جانا چاہیے اس کا جواب بھی انھوں نے اپنے مضامین اور خطوط کے ذریعے دیا۔

پروفیسر نذر خلیق اپنے مضمون ''اردو ماہیا اور حیدر قریشی'' میں رقم طراز ہیں:

''اس سلسلے میں حیدر قریشی کے تین مضامین خاص اہمیت کے حامل ہیں: ''اردو ماہیے کی تحریک'' ''پنجابی لوک گیت۔۔ ماہیے کی تحریری ہئیت'' یہ دونوں مضامین انکی کتاب ''اردو ماہیے کی تحریک'' میں شامل ہیں جب کہ تیسرا مضمون: ''ماہیے کی بحث'' ''اوراق'' لاہور کے جولائی۔ اگست ۱۹۹۹ء کے شمارے میں دستیاب ہے۔ ان تینوں مضامین سے انھوں نے ثابت کیا ہے کہ ماہیے کی بحث کے آخری مرحلے میں وزن کے مسئلے پر اپنی ناکامی اور حیدر قریشی کے موقف کی پذیرائی سے ان کے مخالفین نے مل کر اس شوشہ کو چھوڑا اور اس میں وہ سب لوگ شامل تھے۔ جو خود سارے مصرعے مساوی الوزن رکھ کر سہ مصرعی ماہیے کہہ چکے تھے۔ چنانچہ ڈیڑھ مصرعی شوشے کے سب سے جارح معترض پرویز بزمی نے ''اوراق'' جنوری ۱۹۹۹ء کے شمارے میں اپنے تیروں کا رخ صرف حیدر قریشی اور انکے ساتھیوں کی طرف کیے رکھا۔ تینوں مصرعے ہم وزن لکھنے والوں کو میلی نظر سے بھی نہیں دیکھا لیکن جیسے ہی حیدر قریشی نے ''اوراق'' کے جولائی اگست ۱۹۹۹ء کے شمارے میں انکے مضمون کا پوسٹ مارٹم کر کے اصل حقائق کو آشکار کیا۔ موصوف نے ''اوراق'' کے صفحات پر اس بحث کو آگے بڑھانے کی جرات نہیں کی۔''۶

حیدر قریشی نے ماہیا کی سہ مصرعی تحریری ہئیت کے ثبوت میں مختلف مشہور و معروف پنجابی اسکالرز کی رائے پیش کی۔ جن میں تنویر بخاری، ڈاکٹر جمال ہوشیار پوری، علامہ غلام یعقوب انور، ڈاکٹر روشن لال آہوجہ، فارغ بخاری اور امین خیال جیسے ممتاز دانشوروں کے حوالے دے کر اس بات کو ثابت کیا کہ ماہیا سہ مصرعی ہئیت میں مناسب اور درست ہے۔

علاوہ ازیں ایک سطری، ڈیڑھ سطری اور سہ مصرعی شکل ان تینوں ہئیتوں کے بارے میں وہ اس طرح سے رقم طراز ہیں:

''کسی ایک کو قبول کر کے باقیوں کو رد کرنے کا اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ سہ مصرعی ہئیت کے بارے میں یہ ضرور کہوں گا کہ اب ماہیے کی لے سے اسکے اتار چڑھاؤ کی تین حالتوں کی نشاندہی کے بعد شواہد اس ہئیت کے حق میں زیادہ ہو گئے ہیں۔ گویا (۱) لے کی تین حالتوں کی بنیاد پر۔۔ (۲) سہ مصرعی ہئیت میں زیادہ ہرا بھرا دِکھنے کی بنیاد پر۔۔ (۳) پنجابی میں سہ مصرعی ہئیت کے بیشتر نمونوں کی بنیاد پر۔۔ اور (۴) اردو میں مقبولیت کی بنیاد پر۔ ماہیے کی سہ مصرعی ہئیت ہی مروج ہئیت بنتی ہے۔ اسکے باوجود اگر کوئی ماہیا نگار اصل وزن کو ملحوظ رکھتے ہوئے ماہیے کو ڈیڑھ مصری ہئیت میں لکھے چاہے ایک ہی لمبے مصرعے کی ہئیت میں لکھے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ماہیا نے جس طرح اپنی لے کے ذریعے اپنے وزن کا تعین خود کیا ہے۔ ویسے ہی اس کی تحریری ہئیت بھی اس کی لے ذریعے سے خود بخود رائج ہوتی جائیگی۔ جو ہئیت اسے مناسب نہیں لگے گی از خود قصہ پارینہ بن جائیگی۔ ڈیڑھ مصرعی ہئیت پر بے جا اصرار

کرنے والوں کو بھی اس کا یقین ہونا چاہیے۔‘‘ ۷

ماہیے کے وزن، مزاج اور تحریری ہیئت پر جناب حیدر قریشی نے اپنے موقف کو دلیلوں اور ثبوتوں کے ذریعہ واضح کر دیا۔ انکے موقف کو عالمی سطح پر پذیرائی ملنے لگی۔ ان کی اس تحریک کے زیر اثر مختلف نئے نئے ماہیا نگار اس طرف رجوع کرنے لگے۔ مختلف شعراء و ادباء اس میں دلچسپی لینے لگے۔ اس پر مزید تحقیقی و تنقیدی نوعیت کے کام شروع ہونے لگے۔

اسی دوران ڈاکٹر مناظر عاشق نے اپنی تازہ تحقیق پیش کی کہ اردو ماہیے کے بانی ہمت رائے شرما ہیں۔ لیکن اس پر ابھی مزید تحقیق باقی تھی تب حیدر قریشی نے اپنی تحقیق کی روشنی میں اس بات پر صداقت کی مہر لگا دی کہ ماہیا کے بانی۔۔ ہمت رائے شرما ہیں۔

جیسے ہی مناظر عاشق کی تحقیق سامنے آئی حیدر قریشی نے ہمت رائے شرما سے براہ راست رابطہ قائم کیا۔ ان سے وہ تمام ثبوت جمع کیے جو اس بات کو ثابت کرتے کہ ہمت رائے شرما نے چراغ حسن حسرت سے پہلے ۱۹۳۶ء میں فلم ’’خاموشی‘‘ میں سب سے پہلا ماہیا کہا تھا۔ اس کے علاوہ چراغ حسن حسرت کے ثلاثی کو ماہیا کہتے تھے۔ انھوں نے اس بات کو بھی مثالوں اور دلیلوں سے ثابت کیا کہ حسرت نے ماہیا نہیں ثلاثی قسم کا گیت لکھا ہے اور اگر کوئی مستند شاعر بھی تین ہم وزن مصرعوں کو ماہیا کہے گا تو وہ ماہیا نہیں کہلائیگا۔ اس کے ثبوت میں انھوں نے احمد حسین مجاہد کے جوابی مضمون کا اقتباس دیا:

’’علامہ اقبال نے اپنے چند قطعات کو رباعی کہا ہے تو کیا علامہ اقبال کے کہنے سے قطعات رباعی ہو گئے۔۔ غالب جیسا بڑا شاعر بھی رباعی کہتے ہوئے بحر سے باہر ہو گیا تھا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ غالب سے غلطی سرزد نہیں ہوئی۔ ۸

اسکے علاوہ ہمت رائے شرما جی نے جو خط ان کے نام لکھا تھا۔ جناب حیدر قریشی صاحب نے اسکا بھی اقتباس پیش کیا جسے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

’’استاد برکت علی خاں نے ’’باغبان‘‘ میں جو گیت گایا تھا وہ پنجابی ماہیے سے بالکل میل نہیں کھاتا تھا۔ بالکل کلاسیکل گانا تھا۔ جسے جھنجھوٹی کہا جاتا ہے۔ یہ گانا بہت مشکل ہوتا ہے۔‘‘ ۹

ان ثبوتوں اور دلیلوں کے آگے فلم باغبان ۱۹۳۷ء کے ثلاثی قسم کے گیت کو ماہیا کہنے کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا۔ اس طرح اپنی تحقیق سے حیدر قریشی نے ہمت رائے شرما کو زمانی لحاظ سے بھی چراغ حسن حسرت پر فوقیت دیدی۔

ان کی اس تحقیقی کاوش کا تو جواب نہیں۔۔

حیدر قریشی کے نام ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۸ء کے خط میں ہمت رائے شرما جی کی تحریر اس طرح سے ہے۔

’’آج سے ساٹھ باسٹھ سال پرانی فلم ’’خاموشی کی Booklet جو پرانے گودام کے ایک اسٹور سے پھٹی پرانی حالت میں مل گئی ہے۔ یہ اُسی رنگدار سرورق کی فوٹو کاپی ہے۔ اس میں وہ سب کچھ درج ہے جس کی تلاش تھی۔ یہ فوٹو کاپی بے حد اہم اور نایاب ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لئے بہت محنت کرنا پڑی۔ کافی رقم خرچ ہوئی کیونکہ اسے حاصل کرنے کے لیے ایک خاص آدمی کو کلکتہ بھیجنا پڑا۔‘‘ ۱۰

آگے حیدر قریشی صاحب Booklet کے سرورق کو یوں بیان کرتے ہیں۔

’’سرورق پر ہیروئین رمولا کی تصویر ہے۔دائیں طرف انگریزی میں، درمیان میں ہندی میں اور نیچے اردو میں فلم کا نام ’’خاموشی‘‘ لکھا ہوا ہے۔آخر میں صرف انگریزی میں ڈائرکٹر آر۔سی۔تلوار کا نام لکھا ہے۔سرورق کے اوپر کی طرف فلم کے پروڈیوسر، ڈائرکٹر، کاسٹ اور اہم ٹیکنیشینز وغیرہ کے نام درج ہیں۔ یہ سارے نام انگریزی میں درج ہیں۔ پروڈیوسر ایل۔آر۔پراشر ہیں۔ (ایل۔آر=لاہوری رام)’’ پروڈیوسر انڈر دی بینر آف تلوار پروڈکشنز (انڈر نیو مینیجمنٹ) مئی ۱۹۳۶ء‘‘ درج ہے۔انگریزی کے اصل الفاظ ہی یہاں درج کر دیتا ہوں۔

Producer under the banner of

TALWAR PRODUCTIONS

(Under new management) May1936

غرض یہ کہ حیدرقریشی نے تحقیقی وتاریخی لحاظ سے یہ ثابت کردیا کہ’’اردو ماہیا کے بانی۔۔ہمت رائے شرما‘‘ ہی ہیں۔

علاوہ ازیں ماہیے کے وزن اور مزاج پر ۱۹۹۲ء سے لے کر ۱۹۹۴ء تک اور ۱۹۹۴ء سے لیکر ۱۹۹۶ء تک صریر، اوراق، تجدید نو، نوائے وقت، روزنامہ جنگ، ابلاغ وغیرہ ادبی رسائل واخبارات میں پروفیسر افتخار حسین، عرش صدیقی ڈاکٹر فہیم اعظمی، خاور اعجاز، انور مینائی، ناسر عباس نیر وغیرہ سے اس مسئلے پر ادبی بحثیں چلیں۔

حیدرقریشی کی انہی ادبی بحثوں اور تحقیقی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اردو ماہیا کے درست وزن، مخصوص تحریری ہیئت اور اس کے مزاج سے آشنا ہیں۔

اردو ماہیا نگاری میں جناب حیدرقریشی کی تحقیق اور دلائل اور وہ فیصلے جو انھوں نے ماہیے کی تکنیک اور موضوع کے بارے میں کیے ہیں اس وقت تک حرف آخر کا درجہ رکھتے ہیں، جب تک کوئی نیا محقق کسی نئی تحقیق سے اور ایماندارانہ طریق سے کوئی نئے حقائق سامنے نہ لے آئے۔

اردو ماہیا کی جب بھی تاریخ لکھی جائے گی جب بھی ماہیا پر تحقیقی وتنقیدی نوعیت کا کام ہوگا۔اس میں جناب حیدرقریشی کا نام سنہری حرفوں سے لکھا جائیگا۔

شاعروں اور دانشوروں کی رائے میں ماہیے کے حوالے سے حیدر قریشیکی اہمیت:

اردو ماہیے کی شناخت کو مستحکم کرنے اور اسے تخلیقی طور پر فروغ دینے میں حیدرقریشی کی خدمات اتنی زیادہ اور اہم ہیں کہ جن سے گھبرا کر بعض مخالفین یہ الزام تراشی کرنے لگ گئے کہ وہ اس صنف کا بانی کہلانے کے لیے ساری تگ ودو کر رہے ہیں۔تب حیدرقریشی نے اس بات کی تردید کی کہ وہ ماہیے کا بانی بننا چاہتے ہیں۔نہ صرف تردید کی بلکہ عملاً اس کا ثبوت بھی فراہم کردیا۔ان کی تحقیق وتنقید کی کتاب’’اردو ماہیے کے بانی۔۔۔ہمت رائے شرما‘‘ مخالفین کے الزام کا منہ بولتا رد ہے۔لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپنی ان تھک اور بے لوث خدمت کے باعث اردو ماہیے کی تحریک کے بانی اور روح رواں حیدرقریشی ہی ہیں۔دیگر ماہیا نگاروں اور دانشوروں نے تو بجا طور پر اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے، خود اردو ماہیا کے بانی ہمت رائے شرما نے بھی ایک ماہیے میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔

فن میں لاثانی ہیں
حیدؔر ماہیے کی
تحریک کے بانی ہیں

ذیل میں بے شمار شاعروں اور دانشوروں کے اعترافات میں سے ایک مختصر سا انتخاب دیا جا رہا ہے جس سے حیدر قریشی کی ماہیے کے لیے ہر سطح پر خدمات کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا:۔’’ماہیا کی ہیئت کی پہچان کرانے کے معاملے میں حیدر قریشی نے جو خدمات انجام دی ہیں۔ان کی ایک تاریخی حیثیت بنتی ہے۔اور ادب کا کوئی بھی طالب علم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔‘‘

ڈاکٹر گیان چند جین:۔ ’’ماہیے کی تکنیک اور موضوع کے بارے میں حیدر قریشی نے جو فیصلے کیے ہیں وہ درست ہیں۔‘‘

ڈاکٹر انور سدید:۔’’یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ ماہیا کی ہیئت کو پنجابی ماہیے کے مماثل کرنے میں حیدر قریشی نے سب سے زیادہ خدمات انجام دی ہیں۔‘‘

مظہر امام:’’میں حیدر قریشی کے موقف سے اتفاق کرتا ہوں کہ ماہیا بنیادی طور پر گائی جانے والی لوک شاعری ہے اور اس کی مخصوص دھنیں ہیں اور ان دھنوں کے مطابق ماہیے کے تینوں مصرعے مساوی الوزن نہیں ہوتے۔ پہلا اور تیسرا مصرع ہم وزن بھی ہوتا ہے اور ہم قافیہ بھی، لیکن دوسرا مصرع نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے یعنی اس میں ایک ’’سبب‘‘ کی کمی ہوتی ہے۔۔۔اب حیدر قریشی کی شناخت ماہیے کے بغیر نامکمل ہے اور ماہیے کی شناخت حیدر قریشی کے بغیر نامکمل ہے‘‘

ہیرانند سوز:’’حیدر قریشی کے ماہیے روایت اور رنگِ جدید کا خوبصورت امتزاج ہیں۔ان کے فکری رویوں نے اس صنف سخن میں خیال آرائی اور مضمون آفرینی کے نئے در بھی وا کیے ہیں۔‘‘

عارف فرہاد۔’’ماہیا نگاروں کا پورا قبیلہ اس بات کو تسلیم کر چکا ہے کہ حیدر قریشی نے ماہیا نگاروں کو درست وزن کی نشاندہی کرانے کے ساتھ ساتھ اردو ادب کی تاریخ کے میں ماہیے کی ہیئت، مزاج اور وزن کے حوالے سے انفرادی نوعیت کا نہایت اہم تحقیقی اور تنقیدی کام کیا۔‘‘

امین خیال:’’حیدر قریشی کی تحریکِ ماہیا نے بحر اور وزن کی بہت سی راہوں کو کھول دیا ہے۔۔۔اصل کام ماہیا کو اردو میں صحت منداور باوقار مقام دلانا ہے، جس کے لیے حیدر قریشی صاحب مصروفِ عمل ہیں۔،،، ماہیا کو (دوسری سہ مصرعی اصناف سے) الگ کرنے اور اسے ایک انفرادی حیثیت دینے کے لیے قریشی صاحب نے بڑا کام کیا ہے۔‘‘

عبدالرب استاد:’’یہ ناممکن ہے کہ ماہیے کی بات چلے اور حیدر قریشی کا ذکر نہ ہو۔ماہیا اور حیدر قریشی لازم وملزوم ہیں۔‘‘

نصرت ظہیر:’’یوں تو حیدر صاحب نے ادب کی تقریباً ہر صنف میں طبع آزمائی کر کے اردو والوں کے ذوق کو آزمایا ہے اور مجھ جیسے سخن فہموں کو آزمائش میں ڈالا ہے مگر شاعری کی شاید سب سے غیر معروف مانی گئی فوک فارم، ماہیا کو اردو میں جو قبولیت اور مقبولیت انہوں نے دلائی ہے، اس میں دور دور تک کوئی ان کا ہم سر نہیں ہے۔‘‘

نذیر فتح پوری:’’جرمنی میں بیٹھے بیٹھے موصوف نے بمبئی جیسے گنجان شہر میں کھوئے ہمت رائے شرماجی کو دریافت کر کے نئی زندگی عطا کی ہے۔ہم اسے حیدر قریشی کا مسیحانہ عمل قرار دیتے ہیں کہ ۱۹۳۶ء سے فلمی دنیا میں نام کمانے والے شرماجی آج پھر قرطاس وقلم سے منسلک ہو گئے ہیں اور خوبصورت ماہیے کہہ رہے ہیں۔‘‘

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی:’’اردو ماہیے کو پنجابی ماہیے کے وزن اور مزاج سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلہ میں حیدر قریشی کی تحقیقی اور تنقیدی خدمات جتنی اہم ہیں ان سے زیادہ اہم تخلیقی میدان میں ان کی پیش رفت ہے۔۔۔حیدر قریشی کے ماہیوں نے اردو ماہیا نگاری کو عطر بیز کیا ہے اور نئی ریت کا اردو شاعری میں اضافہ کیا ہے جس میں

جلوہ ہائے رنگ ہے۔انفرادیت، متانت، اعتدال اور حسن ہے۔‘‘

ڈاکٹر جمیلہ عرشی:’’اردو میں ماہیا نگاری کا بنیاد گزار کوئی بھی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ حیدر قریشی نے اسے بامِ عروج پر پہنچا دیا ہے‘‘

اکبر حمیدی:’’حیدر قریشی کے بعض ماہیے تو ایسے ہیں جن کی مثال اردو ماہیا تو کیا پنجابی ماہیا میں بھی مشکل ہی سے ملے گی۔انہیں پڑھ کر انسان اداس ہو جاتا ہے اور اس کے دل و دماغ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے‘‘

ڈاکٹر نذر خلیق:’’اردو ماہیا کے بارے میں اب تک جتنے مباحث ہو چکے ہیں، وہ مباحث اختلاف کو ابھارنے والے ہوں یا اتفاق رکھنے والے ہوں، حیدر قریشی ان تمام مباحث کا مرکزی کردار رہے ہیں۔۔۔حیدر قریشی اردو ماہیے کا ایک ایسا مستند نام ہے کہ کل کو ماہیا ادب کا مستقل حصہ بنے نہ بنے اس کے لئے حیدر قریشی کی خدمات ادب کا مستقل حصہ رہیں گی۔نقصان والی ایک ہی بات ہے کہ ان کی ماہیے کے لئے خدمات اتنی نمایاں ہوئی ہیں کہ ان کی متعدد دوسری اصناف ادب میں بہت ہی اہم ادبی خدمات کسی حد تک پس منظر میں چلی گئی ہیں۔حیدر قریشی نے جن دوسری اصناف ادب کو چھوا ہے ان میں بھی ان کی خدمات بہت اہم اور قابلِ قدر ہیں۔ان پر کام کرنے کی ضرورت ہے‘‘

این اے صوفی:’’حیدر قریشی کی کتاب ’’محبت کے پھول‘‘ یقیناً اردو ماہیے میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔سب سے خوبصورت بات یہ ہے حیدر قریشی کا اردو ماہیا Diction کی تبدیلی کے باوجود سراسر پنجابی ماہیا ہے اور یہ ان کی بہت بڑی contribution ہے۔انہوں نے موضوع کے اعتبار سے ماہیے کو وسعت ضرور دی ہے مگر اس کی اصلی شناخت کو مجروح نہیں ہونے دیا' بلکہ اس کی چال میں ایک بانکپن آ گیا ہے۔میں ان کے ماہیوں سے بے حد لطف اندوز ہوا ہوں۔Inspire بھی ہوا ہوں۔‘‘

ڈاکٹر ناصر عباس نئیر:’’اردو میں ماہیا کی نسبت سے حیدر قریشی اتھارٹی ہیں۔‘‘

احمد سھیل: حیدر قریشی کثیر الجہت لکھنے والے ہیں۔تحریر بہت دلکش ہوتی ہے۔۔۔شعری صنف ماہیا پر ان کا کام بڑے معرکے کا ہے۔
وہ خواب گر بھی ہیں اور خواب شکن بھی‘‘

سعید شباب:۔حیدر قریشی نے ماہیے کے اصل وزن کے مسئلے پر تنقیدی اور تخلیقی دونوں سطح پر سب سے زیادہ کام کیا ہے اور سب سے زیادہ پتھر بھی کھائے ہیں۔‘‘

ڈاکٹر محمد وسیم انجم:’’اردو ماہیے کی ابتداء ہمت رائے شرما نے کیا و ساحر لدھیانوی، قمر جلال آبادی بھی صحیح وزن میں ماہیے کہتے رہے۔اس تحریک کو حیدر قریشی نے عروج پر پہنچایا اور اردو ماہیے میں ان کی مساعی جمیلہ کو مستقبل کے محققین کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔‘‘

ھارون الرشید
’’ماہیے کا مستقبل نہایت تابناک ہے اور اس میں حیدر قریشی کے ماہیے اور ان کا اس کے فروغ کے ضمن میں کردار یقیناً ہمیشہ باقی رہے گا‘‘

اسلم حنیف:’’حیدر قریشی پہلے فنکار ہیں جنھوں نے اس کی ترویج اور عدم مساوی الارکان ماہیوں کی تخلیق ہی کو ضروری قرار دیا ہے۔ان کے دلائل و موقف کی بھر تائید کرتا ہوں۔‘‘

حواشی:۔

(۱)۔ ادبی جریدہ ’’اوراق‘‘ لاہور۔شمارہ:اگست 1990ء

(۲):۔ اردو میں ماہیا نگاری۔۔۔از حیدر قریشی صفحہ 31

(۳):۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ نمبر15-14

(۴):۔ اردو ماہے کی تحریک۔۔۔از حیدر قریشی صفحہ نمبر32-131

(۵):۔ اردو میں ماہیا نگاری۔۔۔از حیدر قریشی نمبر صفحہ 63

(۶):۔ مضمون ’’حیدر قریشی اور اردو ماہیا‘‘ مطبوعہ عکاس حیدر قریشی نمبر صفحہ نمبر 8

(۷):۔ مضمون ’’پنجابی لوک گیت۔۔ماہیا کی تحریری ہئیت‘‘ مطبوعہ اردو ماہیے کی تحریک۔۔از حیدر قریشی صفحہ نمبر 166

(۸):۔ اردو ماہیے کے بانی۔۔۔ہمت رائے شرما۔از حیدر قریشی صفحہ نمبر 8

(۹):۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ نمبر 20

(۱۰):۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ نمبر23-22